سلیم الدین قریشی

"مراۃ القدس" یا "داستان مسیح"

[مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی سیاسی حکمت عملی اور مذہبی آزاد خیالی و وسیع المشربی کی بنیاد پر گوا کے جیسوئٹ پادریوں کو اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی تاکہ ان کے مذہبی افکار سے آگاہ ہو سکے۔ معاصر مؤرخین نے اکبر کے دربار میں تین مسیحی جماعتوں کے آنے کا ذکر کیا ہے۔ پہلی جماعت ۱۵۸۰ء میں آئی، دوسری ۱۵۹۱ء اور تیسری ۱۵۹۵ء میں وارد ہوئی۔ تیسری اور آخری جماعت میں شامل پادری جیروم زیویر یا زیر نیموشویر (۱۵۴۹ء - ۱۶۱۷ء) اپنے علمی کام کی وجہ سے اہلِ تحقیق کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

یورپ کی "تحریکِ اصلاحِ مذہب" کے بالمقابل کیتھولک نقطۂ نظر کی تائید و تبلیغ کے لیے ۱۵۳۹ء میں اگنیشس لویلا (Ignatius Loyala) نے انجمن عیسوی (Society of Jesus) کی بنیاد رکھی تھی۔ اس انجمن کے ابتدائی کارکنوں میں ایک شخص فرانسس زیویر تھا جو ۱۵۴۲ء میں ہندوستان آ گیا تھا۔ اس نے گوا میں تبلیغ و اشاعتِ مسیحیت کی خاطر سینٹ پال کالج کی بنیاد رکھی۔ فرانسس زیویر کے خاندان میں جو دوسرا اہم مشنری پیدا ہوا وہ جیروم زیویر (یا زیر نیموشویر) تھا۔ ایک روایت کے مطابق وہ فرانسس زیویر کی بہن کا پوتا (یا نواسہ) تھا۔[1]

زیر نیموشویر پرتگال کے ایک قصبے نویر میں پیدا ہوا تھا۔ انیس برس کی عمر میں "انجمن عیسوی" کا باقاعدہ رکن بن گیا تھا۔ فلسفہ اور مسیحی دینیات کے مطالعہ کے بعد ۱۵۸۱ء میں گوا آیا۔ ابتداءً کوچین میں مقیم رہا، بعد میں گوا میں انجمن کی شاخ کا افسرِ اعلیٰ اور نائب پرووِنشل مقرر ہو گیا۔ تقریباً بیس برس (۱۵۹۵ء - ۱۶۱۴ء) آگرہ اور لاہور میں مغل دربار سے منسلک رہا۔ واپس گوا جانے پر کرنگانور کا معاون آرچ بشپ بنا اور گوا میں فوت ہوا۔

زیر نیموشویر نے اپنے ذوقِ تبلیغ اور جلال الدین اکبر اور اس کے جانشین کے "مذہبی مزاج" کے پیشِ نظر مسیحیت اور اس کی تعلیمات پر چند کتابیں لکھیں جو فارسی میں منتقل کی گئیں اور اکبر کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ زیر نیموشویر کی حسبِ ذیل ترجمہ شدہ کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ مراۃ القدس یا داستانِ مسیح

۱۶۰۲ء میں پرتگیزی زبان سے فارسی میں منتقل کی گئی اور اسی سال اکبر کی خدمت میں پیش کی

گئی۔ اکبر کو پیش کردہ نسخہ جس پر اکبر کی مہر اور شویر کے دستخط ثبت ہیں، بوڈلین لائبریری آکسفورڈ میں محفوظ ہے، تاہم اس کے متعدد نسخے دنیا کے دوسرے کتب خانوں میں ملتے ہیں۔[2] ایک مصوّر مگر ناقص نسخہ عجائب خانہ لاہور میں موجود ہے۔ اس کے پہلے ورق کے پہلے صفحے پر اکبر کی مہر ہے۔ اسی صفحے کی باقی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ شاہی خاندان کے افراد کی نظر سے گزرتا رہا ہے۔[3]

مراۃ القدس کا ایک نسخہ ہالینڈ کی لیڈن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیو (Ludovico De Dieu) کے ہاتھ لگا تو انہوں نے اسے لاطینی میں منتقل کر دیا۔ پروفیسر ڈیو ۱۶۳۵ء سے ۱۶۴۰ء تک لیڈن یونیورسٹی میں عربی اور فارسی زبانوں کے استاد تھے۔ مراۃ القدس کا فارسی اور لاطینی ترجمہ، جناب سلیم الدین قریشی کی تحقیق کے مطابق[4] "یورپ میں فارسی رسم الخط میں شائع ہونے والی کتابوں میں قدیم ترین" ہے۔

جناب قریشی نے "مراۃ القدس" یا "داستانِ مسیح" کے فارسی اور پھر لاطینی ترجمے پر اپنی تحریر میں روشنی ڈالی ہے جس کا متعلقہ حصہ زیرِ نظر شمارے میں پیش کیا جا رہا ہے۔

۲۔ آئینۂ حق نما

اس کتاب کا ملخص "منتخب آئینۂ حق نما" کے نام سے ملتا ہے۔

۳۔ آداب السلطنت (تالیف ۱۶۰۹ء، نورالدین جہانگیر کے نام معنون ہے۔)

۴۔ "داستانِ احوالِ حوّاریاں" یا "وقائع حوّاریانِ دوازدہ گانہ"

زیرنیمو شویر پرتگیز تھا اور اس نے جملہ کتابیں اپنی مادری زبان ہی میں تالیف کی تھیں جنہیں عبدالستار بن قاسم لاہوری نے فارسی میں منتقل کیا تھا۔ عبدالسّتار بن قاسم لاہوری کون تھے؟ ان کے کارنامۂ حیات کے بارے میں معلومات از حد محدود ہیں۔ عبدالسّتار بن قاسم نے پادری شویر سے پرتگیزی زبان سیکھی اور شاید پادری شویر کو فارسی سیکھنے میں مدد دی۔ پرتگیزی زبان سے ترجمہ شدہ "سمرۃ الفلاسفہ" میں انہوں نے لکھا ہے کہ[5]

> پادری شویر دانایانِ فرنگ میں سے برگزیدہ شخص حال ہی میں دربار میں آیا ہے۔ اس سے [پرتگیزی] زبان سیکھنا شروع کی۔ اقبال روزافزوں یاور ہوا۔ چھ مہینے میں اس زبان کے مطالب علمی و عملی سمجھنے کی طاقت آ گئی۔ بات چیت کم کرنے اور شغلِ ترجمہ کی وجہ سے اس زبان میں گفتگو کی مہارت نہیں ہوئی ہے۔

"سمرۃ الفلاسفہ" یا "احوالِ فرنگستان" میں یونان اور روم کے حالات اور وہاں کے فلسفیوں کے افکار پیش کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مخطوطات متعدّد کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔[6] جان رائے لینڈ،

مانچسٹر کے کتب خانے کے نسخے کے سرورق پر ایک تحریر ہے جس میں عبدالستار کو "تاریخِ فرشتہ" کے مصنّف محمد قاسم ہندوشاہ فرشتہ کا فرزند بتایا گیا ہے۔

پادری شویر کی تالیفات اور "ثمرۃ الفلاسفہ" ـ کے تراجم کے علاوہ عبدالستار بن قاسم لاہوری نے شرف الدین علی یزدی کی تالیف "ظفر نامہ" کی تلخیص بھی کی ہے۔ مدیر

حواشی

۱۔ پادری برکت اللہ نے پادری شویر کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس کا باپ مقدّس فرانسس زیویر کا بھتیجا" تھا۔ دیکھیے: پادری برکت اللہ، مغلیہ سلطنت اور مسیحیت، لاہور: پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی (۱۹۷۰ء)، ص ۱۷۶

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سی۔ اے۔ اسٹوری Persian Literature: A Bio-bibliographichal Survey جلد ۱، حصّہ ۱، لندن: دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹین اینڈ آئرلینڈ (۱۹۷۰ء)، ص ۱۶۳ - ۱۶۵، جلد ۱، حصّہ ۲، لندن: لُزاک اینڈ کمپنی (۱۹۵۳ء)، ص ۱۲۵۱

۳۔ رشید احمد، مفصّل فہرست مخطوطات و نادر مطبوعات (مشتمل بر ذخیرۂ عجائب گھر)، لاہور: عجائب گھر (۱۹۷۱ء)، جلد اوّل، ص ۱۷ - ۱۸

۴۔ سلیم الدین قریشی، فارسی کی پہلی کتاب، ماہنامہ "کتاب" (لاہور)، نومبر ۱۹۸۵ء

۵۔ بحوالہ حافظ احمد علی، عبدالستار بن قاسم لاہوری: اکبری عہد کا فرنگی زبان کا مترجم، ماہنامہ "معارف" (اعظم گڑھ)، جنوری ۱۹۲۶ء، ص ۵۵

۶۔ "ثمرۃ الفلاسفہ" کے خطّی نسخوں کے لیے دیکھیے: سی - اے - اسٹوری، جلد ۱، حصّہ ۲، حوالہ مذکورہ، ص ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱

اسٹوری نے "ثمرۃ الفلاسفہ" کو "شمرۃ الفلاسفہ" لکھا ہے جو درست نہیں۔ اسٹوری کی فہرست میں رضا لائبریری، رامپور کے نسخے کا ذکر نہیں ہوسکا۔ یہ نسخہ ۱۲۴۶ھ کا مکتوبہ ہے اور حافظ احمد علی خان نے اسی نسخے کے حوالے سے "عبدالستار بن قاسم لاہوری" پر مقالہ لکھا تھا، حوالہ مذکورہ، ص ۵۴ - ۵۹]

اس کتاب [داستان مسیح] کی ایک نقل جو شویر کی وفات کے بعد ۷ رمضان ۱۰۲۷ھ کو مکمل کی گئی تھی، ہالینڈ پہنچی جہاں لیڈن یونیورسٹی میں عربی اور فارسی کے پروفیسر ڈیو (Dieu) نے اسے لاطینی ترجمے کے ساتھ ۱۶۳۹ء میں شائع کیا۔ اس کتاب کا سرورق لاطینی میں ہے اور کتاب کا عنوان فارسی رسم الخط میں بھی دیا گیا ہے۔ البتہ فارسی ٹائپ میں جلی حروف کی غیر موجودگی کی وجہ سے اس عنوان کی چھپائی بلاک سے کی گئی ہے۔ فارسی متن کے لیے جو ٹائپ استعمال کیا گیا ہے وہ نسخ اور ثلث کے ملے جلے رسم الخط میں ہے، کچھ حروف کے لیے نستعلیق بھی استعمال کیا گیا ہے۔

"داستان مسیح" ۱۹ سنٹی میٹر کے ۶۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے ایک صفحہ پر فارسی عبارت دی گئی ہے اور مقابل میں لاطینی ترجمہ دیا گیا ہے۔

"داستانِ مسیح" -- مترجم کی نظر میں

کتاب ڈیو کے لاطینی مقدمے سے شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد مترجم نے "راہنموئی [راہنمائی] وہدایت صاحبِ ترجمہ برائے خوانندگان" کے عنوان کے تحت قارئین کو مطلع کیا ہے کہ[1]

> شویر نے اس کتاب میں بہت سی ایسی چیزیں شامل کر دی ہیں جن کا تعلق انجیل سے نہیں اور جو یا تو ناقابل اعتبار ہیں یا جھوٹی ہیں۔ اس میں دی گئی بہت سی باتیں خدا تعالیٰ کی بزرگی اور انجیل مقدس کے دین کے خلاف ہیں حتیٰ کہ جو چیزیں اس نے انجیل سے لی ہیں، ان کو بھی پلید اور ملوث کر کے پیش کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ان کے اثر اور پاکیزگی کو ختم کر دیا ہے۔ میں نے یہ کلمات اس لیے لکھ دیے ہیں تاکہ لوگ اس کو پڑھ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ ان کو چاہیے کہ اس کتاب کو پڑھتے وقت صرف وہ ہی چیزیں قبول کریں جو انجیل سے موافقت رکھتی ہوں۔

ڈیو نے اس کتاب کا عنوان "داستانِ مسیح اما آلودہ" لکھا ہے۔ ڈیو نے لاطینی عبارت کے ساتھ جو حاشیہ دیا ہے، اس میں جگہ جگہ اس آلودگی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شویر نے اپنے دیباچے کو اللہ اکبر کے الفاظ سے شروع کیا تھا۔ ڈیو نے ان الفاظ کو عبارت سے حذف کر دیا ہے۔

شویر کا اندازِ تالیف

ڈیو کی اس کتاب پر تنقید کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ شویر پر اسلامی تعلیمات کا کافی اثر تھا۔ "داستان مسیح" لکھنے سے پہلے وہ قرآن کریم کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ کر چکے تھے۔[2] جس کی وجہ سے

داستان مسیح

HISTORIA CHRISTI PERSICE

Conſcripta, ſimulque multis modis contaminata,

A

P. HIERONYMO XAVIER, Soc. Jeſu.

LATINE

Reddita & Animadverſionibus notata

A

LUDOVICO DE DIEU.

INDIA-OFFICE LIBRARY

LVGDVNI BATAVORVM,
Ex Officina Elſeviriana, A° cIↄ Iↄ cxxxix.

639

I. COMPᵗˢ. LIBRARY

"داستانِ مسیح" کا سرورق، جو مارچ ۱۶۳۹ء میں لیڈن سے شائع ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم اور دوسرے پیغمبروں کے متعلق جو بیانات اس کتاب میں درج ہیں، ان میں سے کئی ایک قرآن کریم کے بیانات سے موافقت رکھتے ہیں۔ شویر کے لیے ایسا کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عیسائی عقائد کو اگر اسلامی تعلیمات کے ساتھ ملا کر پیش کیا جائے تو اکبر کو یہ تعلیمات قبول کرنے میں آسانی ہوگی۔ شویر نے اپنے دیباچے کے شروع میں کتاب کا عنوان "مراۃ القدس" دیا ہے اور اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "در آن گزارش می باید داستان احوال عجیب حضرت یسوع کرسٹس و بیان در بارہ تعلیم آسمانی و معجزات بزرگ قدر او۔" اس کے بعد "گفتار اندر خطاب زمین پوش" کے الفاظ ہیں۔

شویر کا یہ دیباچہ اس کتاب کے لکھنے کے محرکات کے علاوہ اکبر کی مذہبی پالیسی اور اس دور کے عیسائی مبلغین کے طریقہ کار کو سمجھنے کے لیے ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

دیباچہ کتاب

"جب حضرت مسیح کے معجزات کی شہرت روئے زمین پر پھیلی تو ادیسیہ کے بادشاہ ایکر کی خواہش ہوئی کہ ان کے دیدار سے فیض یاب ہو۔ اس نے اپنے ایک دانا ایلچی کو ان کی خدمت میں روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ اگر وہ اس کے ملک تشریف لے آئیں تو وہ اپنی آدھی سلطنت ان کی خدمت میں پیش کر دے گا۔

بادشاہ نے ایلچی کے ساتھ ایک ماہر مصوّر بھی روانہ کیا تاکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ نہ آ سکیں تو وہ ان کی ایک تصویر کھینچ کر اپنے ساتھ لے آئے اور اس طرح ان کو دیکھنے کی خواہش پوری کر سکے۔ ایلچی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا اور اپنے بادشاہ کا پیغام دیا۔ اس نے جب یہ جان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ان کے ملک جانا دشوار ہے تو مصوّر نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اور اپنی عقل و دانش کو استعمال کر کے اپنی توقع سے بہتر اور خوب تر تصویر تیار کی اور اسے دیکھ کر خوش ہوا لیکن دوسرے دن جب اس نے اس تصویر کا اصل سے مقابلہ کیا تو بے حد شرمندہ ہوا، اور اس تصویر کی درستی اور تصحیح میں مصروف ہو گیا۔

یہ کام ختم کرنے کے بعد اس کا احساسِ شرمندگی دور ہوا اور وہ خدا کا شکر بجا لایا۔ دوسرے اور تیسرے روز پھر ایسا ہی ہوا اور وہ پہلے سے زیادہ شرمندہ ہوا۔ اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ جو کچھ وہ ایک دن تیار کرتا، اگلے روز اسے ناقص اور نامکمل پاتا حتیٰ کہ شرمندگی اور ناامیدی سے مایوس ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس پر ترس آیا اور اس کی روانگی سے قبل انہوں نے اس سے اس کی چادر طلب کی اور اسے اپنے چہرے پر لگا کر اسے واپس کر دی۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر اس چادر پر بالکل درست اور صحیح اتر آئی تھی۔

اس طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر مصوّر اپنے ملک واپس آیا اور یہ تصویر بادشاہ کی خدمت میں پیش کی۔ بادشاہ نے بڑی عزت اور اہتمام کے ساتھ اس تصویر کو اپنے پاس رکھا اور اس کی برکت سے اپنی مہموں میں کامیاب ہوا۔

میں نے یہ قصّہ اس لیے بیان کیا ہے کہ جہاں پناہ آپ نے چوں کہ حضرت یسوع کے کمالات کی داستانیں مختلف روایات سے سن رکھی تھیں، خواہش ظاہر کی کہ میں ان کی صحیح داستان پیش کروں۔ آپ نے اپنی علم دوستی اور سچائی کی تلاش میں اس کمتر دعاگو پادری —— زیر نیموشویر —— کو جس کی پیشانی آستاں بوسی سے روشن ہے، اشارہ کیا کہ آنحضرت کے کردار و گفتار کے متعلق جو کچھ ہماری کتابوں میں درج ہے، میں اس کو فارسی میں لکھ کر پیش کروں۔ شاید اس لیے کہ میں نے اپنی زندگی کے چالیس برس اسی پیشے میں گزارے تھے اور پچھلے سات یا آٹھ سال سے فارسی سیکھنے میں مصروف تھا۔

میں نے سراپا دل ہو کر اس کام پر کمر باندھی اور زندگی کی ضروریات و آسائشات سے کنارہ کشی کر کے کئی روز اس کام میں مصروف رہا حتی کہ ظل الٰہی کی فرمائش کو پورا کیا، کیوں کہ بادشاہ کے احکام کو کسی دوسرے حکم سے کم نہیں سمجھنا چاہیے، خاص کر ان چیزوں میں جن کا پوشیدہ رکھنا لوگوں پر ستم کرنے کے مترادف ہے اور جن پر عمل کرنا خدا کی عبادت کے برابر ہے۔

چنانچہ رفیل فرشتے نے پیغمبر طنوبیات سے فرمایا تھا کہ بادشاہوں کے رازوں کو پوشیدہ رکھنا نیک کام ہے لیکن اسرار الٰہی کا بیان اور ان کی تشہیر کرنا بہت ہی پسندیدہ اور قابلِ تعریف فعل ہے۔

اس لیے اس کتاب کے مکمل کرنے میں اگر کوئی تاخیر ہوئی ہے تو وہ اس وجہ سے کہ میں نے اس کتاب کو کئی مرتبہ ترتیب دیا اور اپنے طور پر مکمل کیا لیکن ہر بار اس کو ختم کر کے مسوّدہ پر نظر ڈالی اور فارسی کا لاطینی کتابوں سے مقابلہ کیا تو دل کو تسکین نہ ہوئی۔ جو کام مجھے پہلے کامل نظر آیا تھا، بعد میں ناقص معلوم ہوا، اور اپنے کام کو دیکھ کر دکھ ہوا اور اپنی کم مائیگی اور نارسائی سے ناامید ہوا۔ میں نے اس کام کی تکمیل کے لیے خدا سے دعا مانگی اور خدا کی عنایت اور ظل الٰہی کے اقبال سے مجھے اپنی مشکلات حل کرنے میں مدد ملی اور یہ کام مکمل کر کے میرے دل کو قرار آیا اور تسلی ہوئی اور حوصلہ ہوا کہ میں یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کروں۔

میں دعا کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ آپ کو اور دوسرے سامعین کو خوش رکھے۔ میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ کتاب کے عہد میں جو کتابیں فارسی میں ترجمہ کی گئیں، ان سب میں سے یہ کتاب اس چیز کی مستحق ہے کہ آپ کو اس پر سب سے زیادہ ناز ہو، کیوں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی کتاب ترجمہ نہیں کی گئی۔

شاید اس لیے کہ اس دور میں فارسی دانوں کو لاطینی زبان نہ آتی تھی اور لاطینی ادیب فارسی سے ناواقف تھے، اور شاید اس لیے بھی کہ اس دور میں آپ کی طرح کوئی ایسا علم دوست بادشاہ نہ تھا جو سچائی کی تلاش میں آپ کی طرح سرگرم رہا ہو۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب آپ کو پسند آئے گی۔ اس لیے نہیں کہ بندہ نے اسے شوق، اخلاص اور محنت سے مرتب کیا ہے بلکہ اس لیے کہ اس میں ان تمام چیزوں کا ذکر ہے جن کی حضرت عیسیٰ نے تعلیم دی تھی یا کہی تھی۔

یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حضرت عیسیٰ کی ولادت سے لے کر نبوت تک کے حالات کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں ان کے معجزات، عجائبات اور تعلیمات کا ذکر ہے۔ تیسرے باب میں ان کی وفات اور لوگوں کی سلامتی کے لیے انھوں نے جو مشکلات اٹھائیں اور محنت کی، اس کا بیان ہے۔ چوتھے باب میں ان کے قبر سے اٹھائے جانے اور آسمان پر لے جائے جانے کا بیان ہے۔

میں نے اس کتاب میں جو کچھ لکھ سکتا تھا، نہیں لکھا، لیکن مجھے امید ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ درج ہے، وہ حضرت عیسیٰ اور ان کی تعلیمات کو جاننے کے لیے کافی ہوگا۔ جس طرح ہاتھی کے قدم کے نشان سے اس کے جثہ کا پتا چل جاتا ہے اور شیر کی طاقت کا اس کے پنجہ کے نشان سے پتا چل جاتا ہے، اسی طرح مجھے امید ہے کہ یہ کام آپ کو میری خدمت گزاری کی آرزو کی طرف نشاندہی کے لیے کافی ہو گا۔

میری درخواست ہے کہ یہ کتاب دربار میں پڑھ کر سنائی جائے کیوں کہ اس کی تعلیمات ہر نیک کام کا سرچشمہ ہیں اور اس میں روح کے علاج اور دل کی تسکین کے لیے دوا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ہر کتاب روح کے لیے دوا کا کام دیتی ہے لیکن یہ کتاب حضور کی روح کی تسلی کے لیے دوسری کتابوں سے افضل ہے کیوں کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے کہ میری گفتار روح کے لیے دوا اور سرچشمہ ہدایت ہے۔ آخر میں میرے لیے یہ کہنا لازم ہے کہ اس کتاب کا بیشتر حصہ انجیل مقدس سے لیا گیا ہے اور میں نے دوسری کتابوں کے حوالے دینے سے گریز کیا ہے لیکن جہاں کہیں یہ حوالے دیے گئے ہیں، میں نے ان کتابوں کے نام حاشیے میں درج کر دیے ہیں۔

پڑھنے میں آسانی کے لیے میں نے متن کا خلاصہ بھی حاشیہ میں دے دیا ہے۔ حضرت مسیح کی بعض باتیں ایسی ہیں کہ انسان کی عقل عاجز اور دنگ رہ جاتی ہے۔ میں نے یہ باتیں اور ان کی مثالیں دوسری کتاب "آئینۂ حق نما" میں جو میں لکھ رہا ہوں اور جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد مکمل ہو جائے گی، بیان کی ہیں۔

میری دعا ہے کہ حضرت عیسیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اپنی شناشائی کو جو سلامتی جان کے لیے لازم ہے، اس بندے کی دعا کے مطابق آپ پر عیاں کرنے کا کرم فرمائے۔ در دارالخلافہ آگرہ بتاریخ پانزدہم اردی بہشت سن ہزار شصد و دوازولادت حضرت خداوند اختتام [پذیرفت]"

شویر کے اس دیباچے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس کتاب کا خود لاطینی زبان[۳] سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا لیکن کتاب کے اختتام پر دی گئی مندرجہ ذیل عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ دراصل یہ

ترجمہ مولانا عبدالستار لاہوری نے مصنّف کی اعانت سے کیا تھا۔

این نامہ گرامی و دیباچہ سعادت مندی پادری زیر نیمو شویر فرنگی از طائفہ محبت حضرت عیسیٰ بحکم شاہنشاہ دوران خدیو روشنہان دارای روزگار جلال الدین اکبر پادشاہان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ از انجیل مقدس و دیگر کتب پیغمبراں در دارالخلافہ آگرہ فراہم آوردہ، مولانا عبدالستار بن قاسم لاہوری باتفاق این بندہ در ہماں دارالخلافہ ترجمہ کردو در سن ہزار و شصد و دو از ولادت حضرت ایشوع و چہل و ہفت الہیٰ از جلوس مقدّس شاہنشاہی انجام یافت۔"

پادری شویر کی ایک دوسری کتاب

داستان مسیح کے بعد ڈیو نے اسی سال یعنی ۱۶۳۹ء میں فارسی کی مزید دو کتابیں اسی مطبع [جولیڈن یونیورسٹی کے استاد تھامس ارپینس (THOMAS ERPENIUS) نے ۱۶۱۳ء میں قائم کیا تھا۔] سے شائع کیں۔ ان میں سے پہلی "داستان سان پیدرو" ہے۔ یہ شویر کی کتاب "داستان احوال حواریاں" یا "وقائع حواریان دوازدگانہ" کی پہلی جلد پر مشتمل ہے۔

"داستان مسیح" کی طرح یہ کتاب بھی شویر نے اکبر کی فرمائش پر لکھی تھی اور اس کا فارسی ترجمہ مولانا عبدالستار لاہوری نے مصنف کی اعانت سے سرانجام دیا تھا۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں مرتب کی گئی تھی۔ مصنّف نے اس کی پہلی چار جلدیں ۱۶۰۵ء میں اکبر کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ اکبر کی وفات کے بعد ۱۶۰۷ء میں یہ کتاب مکمل ہوئی تو شویر نے اسے جہانگیر کے نام معنون کیا اور اس کی ایک جلد جہانگیر کو پیش کی۔

ڈیو نے "داستانِ مسیح" کی طرح اس کا بھی فارسی سے لاطینی میں ترجمہ کیا اور یہ کتاب دونوں متنوں کے ساتھ شائع کی۔ ڈیو نے ترجمے میں اور حاشیہ کے ذریعے اس کتاب کو بھی شویر کی غلط بیانیوں اور نجاست آمیزی سے پاک کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ کتاب ۱۹ سنٹی میٹر کے ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک صفحے پر لاطینی ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے مقابل دوسرے صفحے پر فارسی عبارت درج ہے۔ سرورق پر فارسی عنوان بلاک سے چھاپا گیا ہے اور کتاب کی بقیہ عبارت فارسی ٹائپ میں ہے۔

اس کتاب کے قلمی نسخے یورپ اور ہندو پاکستان کے متعدّد کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ آصفیہ کتب خانہ [حیدر آباد - اندھرا پردیش] میں اس کا جو نسخہ ہے، اس کا عنوان "مجموعہ رسائل حالات پیٹرس وغیرہ حواریان حضرت عیسیٰ" دیا گیا ہے۔ یہ نسخہ اس سے قبل اکبر کے کتب خانہ میں رہ چکا تھا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "نسخہ کتاب بارہ اپاسل" کے عنوان سے ۱۸۹۴ء میں سردھنہ سے شائع ہوا تھا۔

حواشی

۱۔ ترجمہ از فارسی

۲۔ ای - جی - براؤن، A, LITERARY HISTORY OF PERSIA لندن (۱۹۰۲ء)، جلد ا، ص ۴۰

۳۔ اس کتاب کا اصل نسخہ جو پرتگیزی زبان میں ہے، اب روم میں ویٹیکن کے کتب خانے میں موجود ہے۔ شویر ۱۶۱۵ء میں واپس گوا چلے گئے تھے۔ وہاں ۲۷ جون ۱۶۱۷ء کو گھر میں آگ لگ جانے کی وجہ سے وفات پائی تھی۔ مذکورہ بالا نسخے پر آگ سے جلنے کے آثار باقی ہیں۔